# مظہر الاسلام کے افسانوں میں سیاسی شعور وعصری موضوعات۔۔۔ایک تجزیہ

ڈاکٹر تحسین بی بی

Dr. Tehseen Bibi

Chairman, Department of Urdu,
Women University, Sawabi (K.P.K.)

***Abstract:***

*Mazhar-ul -Islam is a distinguished and unique fiction writer. He is known as modern symbolic fiction writer who gave it a great name. He tries to represent the realities of surrounding life in his fiction . He deals political, social, economical and spiritual fields of life with great expertness. He represents political awareness, politicaland social injustices by using symbolic patterns.*

*This article tries to represent Mazhar -ul- Islam fictions with special reference to political awareness , political problems and injustices side by side Martial Law with its draw backs and criticism.*

مظہر الاسلام (۱۴ اگست ۱۹۴۹ء) ایک منفرد اور اپنے رنگ کا بے مثال افسانہ نگار ہے جس کا تعلق ۶۰ء کے بعد آنے والی نسل سے ہے۔ مظہر الاسلام نے افسانے کو ایک نئی پہچان دی ہے ان کا شمار علامتی افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی مظہر الاسلام کو نئی نسل کے اردو افسانے کا شاندار مستقبل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''انتظار حسین کے بعد مظہر الاسلام نے 'علامتی افسانے' کو اور آگے بڑھا کر ایک ایسا تجربہ کیا ہے جو نیا بھی ہے اور دلچسپ بھی۔''(۱)

مظہر الاسلام کے افسانوں کے بنیادی موضوعات محبت، جدائی، انتظار اور موت ہیں تاہم انھوں نے سیاسی، سماجی، اقتصادی اور روحانی موضوعات کو بھی فنی مہارت کے ساتھ موثر اندار میں پیش کیا ہے۔ مظہر الاسلام نے اپنے افسانوں میں گرد و پیش کی ٹھوس زندگی کی حقیقی تصویروں کا عکس پیش کیا

ہے۔ان کی کہانیوں میں معاشرے کے دکھ،کمینگیاں،فریب،جعلسازیاں،محرومیاں،تنہائی وکرب واضح دکھائی دیتا ہے۔

مظہرالاسلام کا پہلا افسانوی مجموعہ ''گھوڑوں کے شہر میں اکیلا آدمی'' (۱۹۷۷ء) مارشل لاء کے دوران شائع ہوا۔اس میں شامل افسانے سیاسی شعور کے غماز اوراس دور کی پابندیوں،حبس،عصری مسائل اورسیاسی گھٹن کے خلاف کھلا احتجاج ہیں جو جدید تر علامتی انداز میں لکھے گئے ہیں۔اس حوالے سے اہم افسانے ''متروک آدمی''، ''ریت کنارا''، ''سانپ گھر''، ''ہراسمندر''، اناللہ واناالیہ راجعون''، ''بلائنڈ پرزم''، ''کلرکوں کے خواب''، ''گھوڑوں کے شہر میں اکیلا آدمی''، ''چور چوری''، ''کندھے پر کبوتر'' اور ''تن لیراں لیراں'' وغیرہ ہیں۔

افسانہ ''متروک آدمی'' ایک خودغرض، احساس زیاں سے محروم اور بیزار معاشرے کی کہانی ہے۔افسانے کا مرکزی کردارایک بس کا مسافر ہے جسے گاڑی کی چھت پررکھی گٹھڑی کی فکر ہے۔جس کی حفاظت کی درخواست وہ بار بار کرتا ہے آخر بس سے بھی جاتا ہے:

> گٹھڑی گٹھڑی کی رٹ لگا رکھی ہے اس نے واپس کر دو کرایہ اس کا اوراتار دو نیچے اسے۔گٹھڑی کسی کی ہے اور یہ خواہ مخواہ گٹھڑی کا مامابنا ہوا ہے۔'' (۲)

> ''متروک آدمی' میں ایک ایسے معاشرے کی تصویر پیش کی گئی ہے جہاں فرد اجتماع سے کٹ کرصرف ذات کی سطح پر زندگی گزار رہا ہے...... وہ ماضی کی تابندگی سے بھی بےنصیب ہے اور مستقبل کے کسی تصور سے بھی محروم ہے۔اس کی متاعِ حیات لُٹ رہی ہے مگر اسے احساسِ زیاں تک نہیں۔انحطاط اورزوال کی لپیٹ میں آئے ہوئے اس لذت پسند معاشرے کو وہ شخص پاگل نظر آتا ہے جو اسے احساسِ زیاں دلائے۔'' (۳)

افسانہ ''ریت کنارا'' میں معاشرے کی بدلتی قدروں کی عکاسی کی گئی ہے۔افسانے میں ریت کا ٹیلہ دھرتی ہے جس نے انسان کے پاؤں اپنے سینے میں اتارے ہوئے ہیں۔ یہاں پر خواجہ فرید کی کافی کو بھی بیان کیا گیا ہے جو دھرتی ہی کا استعارہ بن کر سامنے آتی ہے۔

مارشل لاؤں کے مسلسل نفاذ، سیاسی لیڈروں کی خودغرضیوں، وعدہ خلافیوں اور عاقبت نا اندیشیوں کی وجہ سے معاشرہ جس قسم کی صورتِ حال کا شکار ہوا اس کی عکاسی سیاسی شعور سے لبریز افسانہ ''سانپ گھر'' میں خوبصورتی سے کی گئی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ پورے معاشرے کو سانپ سونگھ گیا ہے۔غربت وافلاس، چور بازاری، جھوٹ اورفریب، استحصال اور ناجائز حربوں کا استعمال، سیاسی وسماجی ناانصافیوں کا زہر پورے معاشرے میں یوں پھیل گیا ہے کہ اس کا کوئی تریاق وحل ممکن نظر نہیں آ رہا:

> ''اس کا جی چاہتا ہے وہ سارے شہر کو جڑ سے اکھیڑ کر الٹا کر دے تاکہ جب

سارے سانپ نیچے گر پڑیں تو شہر کو سیدھا کر کے لگا دے۔''(۴)

ان کا افسانہ ''ہرا سمندر'' بھی سیاسی شعور کا غماز ہے۔اس افسانے میں مارشل لائی دور کی بے اطمینانی، بے آرامی، مسائل سے پر زندگی اور مختلف شکوک وشبہات کی کہانی ہے۔اس کے علاوہ غربت وافلاس کی عکاسی بھی کی گئی ہے۔

''بارش لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جارہی تھی۔اسے خیال آیا کہ بہت سے کچے مکان اس بارش میں بہہ جائیں گے۔''(۵)

افسانے کا مرکزی کردار سب کا ہمدرد ہے جسے بارش میں بھیگتے ہر مکان کی فکر ہے لیکن وہ اپنے مسکن کی حفاظت کرنے میں ناکام رہتا ہے۔مظہر الاسلام کے سیاسی شعور اور فن کا اعلیٰ نمونہ افسانہ ''انا اللہ وانا الیہ راجعون'' ہے۔افسانے کا مرکزی موضوع آج کے دور میں آواز کا گم ہو جانا ہے کیونکہ مارشل لاء کے دور میں اظہار پر پابندی کی وجہ سے لفظوں سے معنویت چھن گئی ہے:

''میری زبان ہونٹوں کی لگام کھینچتی ہے، ہونٹ اتھرے گھوڑوں کی مانند پچھلی ٹانگوں پر کھڑے ہو کر بڑے بڑے لفظ ہنہناتے ہیں مگر آواز نہیں آتی۔''(٦)

یہ افسانہ نظریۂ ضرورت کی عملداری میں اداروں کے تعطل، زوال اور انتقال کا بہترین عکاس ہے۔

افسانہ ''کلرکوں کے خواب'' میں اس مظلوم طبقے کی کہانی بیان کی گئی ہے جو ہمارے معاشرے کا اہم ترین حصہ ہونے کے باوجود محرومیت اور فراموشی کا شکار ہے۔اسی طرح ان کا افسانہ ''گھوڑوں کے شہر میں اکیلا آدمی'' بھی سیاسی شعور کی معنویت سے لبریز مارشل لاء کے خلاف ایک احتجاج ہے۔اس افسانے میں ڈرامائی انداز سے انسانوں کو گھوڑا اور گھوڑے کو آدمی قرار دیا گیا ہے۔یہاں پر اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔آج ایسا گھوڑا جو شورش برپا کر کے ظلم وناانصافی کے خلاف احتجاج کرنے کی خاطر بھاگ دوڑ کر رہا ہے اور چیزوں کو درہم برہم کر رہا ہے۔ان انسانوں سے ہر حالت میں بہتر ہے جو خاموشی سے بے حس و بے غیرت بن کر ظلم سہتے جا رہے ہیں:

''سارے شہر کی عجب حالت تھی۔گھوڑے نے شہر کا نقشہ بدل کر رکھ دیا تھا...... لوگوں کو شک ہونے لگا کہ وہ کوئی جن ہے جو گھوڑے کی شکل میں شہر میں تباہی پھیلا رہا ہے۔ارد گرد کھڑے لوگ اسے پھاہی ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے مگر جب بھی رسہ اس کی طرف پھینکا جاتا وہ گردن موڑ لیتا......شام آہستہ آہستہ شہر پر اتر رہی تھی اور اندھیرا لوگوں کے سروں پر منڈلا رہا تھا۔گھوڑا ایک دم پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا اور ہنہنایا اور منہ سے آگ نکلی جیسے آسمان پر بجلی چمکی ہو۔'' (۷)

اس افسانے میں یہ حقیقت پوشیدہ ہے کہ ہر فرد ملک کے موجودہ استحصالی نظام کے خلاف

نفرت کا جذبہ رکھتا ہے لیکن آمرانہ نظاموں کی وجہ سے اپنی زبان کو بند رکھتے ہوئے خاموشی سے ظلم و ستم برداشت کر رہا ہے۔

افسانہ ''چور چوری'' میں خان صاحب، میاں صاحب، چوہدری صاحب، مولانا صاحب، کرنل صاحب اور شاہ صاحب وغیرہ کو مختلف طبقوں کے نمائندے قرار دے کر یہ بتایا ہے کہ یہاں پر سب چور ہیں جو اپنے اپنے انداز سے ملک کو لوٹ رہے ہیں:

> ''اردگرد کی بستیوں سے بھی لوگ ڈنڈے اٹھائے بھاگے بھاگے آئے تو انھوں نے دیکھا کہ خان صاحب نے چوہدری صاحب کا، چوہدری صاحب نے میاں صاحب کا، میاں صاحب نے شاہ صاحب کا اور باقی سب نے بھی ایک دوسرے کا گریبان پکڑ رکھا تھا اور شور مچا رہے تھے چور۔ چور پکڑ لیا۔ پکڑ لیا۔ چور پکڑ لیا۔'' (۸)

اس افسانے میں مظہر الاسلام نے بڑی تلخی سے سیاسی اور معاشرتی زوال کے ساتھ ہی تباہی و بربادی کے ذمہ دار طبقوں کی نشاندہی کی ہے۔ ''کندھے پر کبوتر'' ایک مخصوص سیاسی صورتحال کا افسانہ ہے یہ ضیا آمریت کے خلاف اہم افسانہ جو افسانوی مجموعہ ''گواہی'' میں بھی شامل ہے۔ اس افسانے کا مرکزی کردار ایک بچہ ہے۔ جو سکول سے گھر واپس آتا ہے تو یہ دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے کہ جس چوکیدار کو انھوں نے گھر کی حفاظت کے لیے رکھا ہوا تھا وہ اب گھر پر قبضہ کر کے انھیں بے گھر کر چکا ہے اور اس نے اپنی جون تک بدل دی ہے۔ اسی لیے اب وہ پہرہ نہیں دے رہا تھا بلکہ:

> ''اکڑ کر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کا دھڑ بھیڑیے کے دھڑ میں تبدیل ہو گیا تھا۔'' (۹)

مظہر الاسلام نے اس افسانے میں گہری علامتوں سے سیاسی و سماجی صورت حال کو واضح کیا ہے اور یہ کہانی ہماری واردات کے ساتھ ہی تیسری دنیا کے بیشتر ممالک کے مصائب کی ترجمان بھی ہے۔ جہاں چوکیدار بھیڑیئے بن کر پورے معاشرے کی ہڈیاں چبا رہے ہیں۔ یہاں پر ایک اہم بین الاقوامی مسئلہ چھپا ہوا ہے کہ ترقی پذیر ملکوں میں جمہوریت کش فوجی آمر بھیڑیئے کا روپ اختیار کر کے وہاں کے عوام کے لیے مصائب و مشکلات کا باعث ہیں۔ اس کے بعد ان کے افسانے ''تن لیراں لیراں'' میں ایک فقیرنی کے حوالے سے جس کا تن لیراں لیراں ہو چکا ہے پورے شہر کی خستگی و بدحالی کا حال بیان کیا گیا ہے:

> ''یہ تو ٹوٹے ہوئے شہر کا ملبہ ہے۔ میں یادیں چنتی ہوں، گند اکٹھا کرتی ہوں، آوازیں جمع کرتی ہوں اور شام ہونے تک ٹوٹا ہوا شہر پھر سے جوڑ دیتی ہوں۔'' (۱۰)

مظہر الاسلام کے افسانوں کا دوسرا مجموعہ ''باتوں کی بارش میں بھیگتی لڑکی'' (۱۹۸۷ء) ان کے فنی سفر میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مجموعے میں بھی شامل بیشتر افسانوں میں

علامتی انداز سے سیاسی اور معاشرتی حوالے، ملک کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال اور معاشرتی زوال کی نمائندگی کی گئی ہے جن میں ''پنجرہ''، ''لائن مین اب شہر کی شکایت کس سے کرے؟''، ''گھر سے دور ایک گڑیا''، ''پاگل''، ''گواہ''، ''شہر پناہ'' اور ''زہرباد'' وغیرہ جیسے افسانے شامل ہیں۔

افسانہ ''پنجرہ'' ہمارے معاشرے کی حقیقی صورتِ حال اور عصری مسائل کو پیش کرتا ہے۔

''روشنی کم اور اندھیرا زیادہ ہو گیا ہے...... بچوں کو سکول میں داخلہ نہیں ملتا...... خوشامد کا زہر شہر کے وجود کو مفلوج کر رہا ہے۔'' (۱۱)

اس افسانے میں عصری صورتحال حادثات، سانحات مشینوں کی کھٹ کھٹ کے تسلسل، جنگلوں کے کٹنے، غلاظت کے پھیلنے اور رکشاؤں، کاروں، موٹر سائیکلوں، ٹریکٹر، ٹرکوں وغیرہ کے شور شرابے، نیز سیاسی وسماجی اور معاشی اونچ نیچ سے بھری پڑی ہے۔

افسانہ ''لائن مین اب شہر کی شکایت کس سے کرے'' میں بھی معاشرے کی صورت حال کی عکاسی کی گئی ہے۔ لائن مین کو سیڑھی پر چڑھ کر اوپر سے شہر کا جو منظر دکھائی دیتا ہے وہ بڑا بھیانک اور خوفناک ہے۔ اس شہر میں جہالت، بے حسی، ریاکاری، منافقت اور خوشامد کے رویے پروان چڑھ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ صورت حال سامنے آتی ہے کہ:

''وہ اپنے فیصلے بھی خود نہیں کر پاتے۔ ان کی خواہش بھی کوئی دوسرا متعین کرتا ہے۔ وہ جھوٹی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں اور سچی باتوں کو جھوٹی سمجھتے ہیں۔'' (۱۲)

یہاں پر مظہر الاسلام منفی جذبوں کے پھیلاؤ کو اندیشوں اور وسوسوں کے ساتھ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر یہ جذبے اسی طرح پھیلتے رہے تو معاشرہ ٹوٹ کر بکھر جائے گا۔

افسانہ ''گھر سے دور ایک گڑیا'' میں علامتی انداز سے سیاسی نظام پر طنز کیا گیا ہے۔ افسانے میں گمشدہ گڑیا کو جمہوریت کی علامت بنایا گیا ہے اسی طرح سے ناظم صلوٰۃ کونسلر، مئیر وغیرہ یہ سب سیاسی ادارے ہیں جو خود غرض، دھوکے بازی کے ساتھ سادہ لوح عوام کا استحصال کرتے ہیں۔ جمہوریت کے بعد مارشل لاء دور میں اقتدار کو پروان چڑھانے کے لیے جن اداروں کو تشکیل کیا گیا ہے یہ سب ادارے بھی استحصال کا اہم ذریعہ بن گئے ہیں اور جمہوریت کے متلاشی اس شخص کو گولی کا نشانہ بنایا جاتا ہے جو بچی کی گڑیا کی اہمیت، گمشدگی اور اس کے گم ہونے کا احساس رکھتے ہوئے یہ دعا کرتا ہے:

''اے خدا! یہ کھلونے ننھی ننھی خواہشوں، آزاد سوچوں اور پیارے پیارے قہقہوں کے گھر ہیں تو ان گھروں کی چھتوں اور دیواروں کو دکھ کی بارشوں سے بچا۔'' (۱۳)

جب یہ شخص بچی کی گڑیا تلاش کرنے کے لیے تھانیدار، شہر کے مئیر اور عدالت کے جج سے مدد مانگتا ہے تو ان کی ہی گولیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

اسی طرح افسانہ ''ایک شام نے چڑیا کو چُگ لیا'' میں علامتی انداز سے جمہوریت اور اس سے محبت کرنے والے کی موت کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے تو سیاسی شعور کے غماز افسانہ ''پاگل'' میں مارشل لاء پر چوٹ کی گئی ہے۔اس افسانے میں مظہرالاسلام نے سیاسی اور معاشرتی زوال اور مارشل لاء دور میں ڈھائے گئے مظالم و پابندیوں کی وجہ سے لوگوں میں پھیلے اضطراب اور خوف و ہراس کی تصویر کھینچی ہے۔اخباروں میں لوگوں کی سزاؤں، قتل وغارت اور لاقانونیت کی خبریں پڑھ کر ایک حساس شخص پر گزرنے والی صورت حال کی عکاسی خوبصورتی سے کی گئی ہے۔کہ وہ کسی کو تکلیف و پریشانی میں نہیں دیکھ سکتا اور بے حد حساس ہونے کی وجہ سے وہ پاگل ہو جاتا ہے:

''سارا شہر پاگل پن کا شکار ہو رہا ہے،ہم وجوہات معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔'' (۱۴)

اس افسانے میں معاشرے کے زوال کا سبب جمہوریت کشی اور ظالمانہ کے نفاذ کو قرار دیا گیا ہے اور ملکی تباہی و بربادی افسانہ ''گواہ'' میں مظہرالاسلام نے معاشرے میں پھیلی ہوئی ناانصافی، غربت کی بے بسی اور لاقانونیت وغیرہ کا عکس پیش کیا ہے۔

مظہرالاسلام کے افسانوں کا تیسرا مجموعہ ''گڑیا کی آنکھ سے شہر کو دیکھو'' (۱۹۹۳ء) بھی اس دور میں شائع ہوا۔اس مجموعے کی کہانیوں کے موضوعات میں بے چینی، بے بسی، انتشار، محبت والفت کے فقدان، جمہوریت کی گمشدگی وغیرہ شامل ہیں۔اس کے ساتھ ہی ان افسانوں میں سیاسی شعور، حکمرانوں کے مظالم، جمہوریت کی موت، مارشل لائی نظام کی پابندیوں وغیرہ کی عکاسی بھی کی گئی ہے۔اس حوالے سے اہم افسانے ''ناراض شخص کے دل سے پلٹ کر آنے والی آوازیں''، ''وہ اسے گدھے پر بٹھانا چاہتے تھے''، رات کنارا''، ''سرگوشیوں کی اوٹ میں بیٹھا خاکروب''، ''سفید گلاب''، قبرستان کے کنارے تھوڑی سی زندگی'' اور ''شام کی دیوار کے اُس پار'' وغیرہ اہم ہیں۔

افسانہ ''ناراض شخص کے دل سے پلٹ کر آنے والی آوازیں'' میں معاشرے کی حقیقی صورت حال کی نمائندگی کی گئی ہے کہ معاشرے میں ہر طرف پھیلی ہوئی بے چینی، بے بسی اور خوف کی وجہ سے لوگوں کو نہ تو دھماکے کی آواز سنائی دیتی ہے بلکہ وہ مزدوروں کی آنکھوں میں پھڑ پھڑاہٹ، ڈاکیے کے دل کی سرسراہٹ، قیدی پرندوں کے اُداس پروں کی آواز تک سے محروم ہیں کیونکہ لوگ سب کچھ دیکھ اور سن کر بھی بے خبر رہنا پسند کرتے ہیں:

''میں آج صبح سے کسی تنہا اور اُداس جنگل کی طرح گونج رہا ہوں۔میری ہی آواز میرا پیچھا کر رہی ہے۔'' (۱۵)

افسانہ ''وہ اسے گدھے پر بٹھانا چاہتے تھے'' میں سرمایہ درانہ نظام، بڑھتی ہوئی مہنگائی کے خلاف نفرت اور انقلاب کی خواہش کے علاوہ مذہبی استحصال کو بھی موضوع بنایا گیا ہے:

''اسے مت مارو۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ جوتا نہیں چُرا سکتا، نہ ہی لڑکیوں کو تاڑ سکتا ہے، یہ تو اندھا ہے۔''(۱٦)

افسانہ ''ریت کنارا'' میں حکمرانوں کی بے حسی، ان کی ریا کاری اور منافقت، جہالت، قانون پر دولت کی بالا دستی، وغیرہ کی عکاسی کرتے ہوئے ایک ایسے شہر کی کہانی بیان کی ہے جس میں اتنی چاپلوسی اور خوشامد پھیلی ہوئی ہے کہ فرشتے بھی وہاں نہیں آتے اور یہاں پر جس کو بھی اختیار ملتا ہے وہ اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر دوسروں کو لوٹتا ہے۔ یہ شہراب گونگا اور بہرہ ہو گیا ہے۔ اس شہر میں ہر کسی نے اپنی طاقت و ہمت سے زیادہ بوجھ اٹھا رکھا ہے:

''کلرکوں، پانڈیوں، ڈرائیوروں، چٹھی رسالوں، قاصدوں، خاکروبوں، مالیوں اور مزدوروں نے واقعی اپنی استطاعت سے زیادہ ''بھار'' اٹھا رکھا ہے۔''(۱۷)

مظہر الاسلام نے تیسری دنیا کے ممالک میں حکمرانوں کے مظالم، جمہوریت کی موت، اداروں کے زوال اور مارشل کی وجہ سے سامنے آنے والی صورت حال کی عکاسی اپنے افسانے ''سرگوشیوں کی اوٹ میں بیٹھا خاکروب'' میں بھی نہایت خوبی سے کی ہے۔ یہ افسانہ ہمارے ملک کی سیاسی تاریخ کا ایک حصہ ہے جس میں ایک ایسے مریض کی کہانی بیان کی گئی ہے جو بے حد اہم شخصیت ہے اور اس کی موت کے متعلق مقدمے کو علامتوں کے ذریعے اجاگر کیا گیا ہے:

''کاغذات مکمل کر لیں۔ سب اس کی موت کا سبب پوچھیں گے۔ ساری بیماریوں کا ذکر کریں......صبح شہر کا ہر شخص دوسرے کی طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ مر چکا ہو۔''(۱۸)

اسی طرح افسانہ ''سفید گلاب'' میں بھی حکمرانوں کی بے حسی و مظالم اور سیاسی و سماجی اداروں کے زوال کی داستان کو بیان کیا گیا ہے۔

سیاسی شعور سے لبریز افسانہ ''قبرستان کے کنارے تھوڑی سی زندگی'' میں مارشل لاء کی بدولت پابندی، محرومیت کی عکاسی کی گئی ہے کہ مارشل لائی دور میں سوچ اور گفتار پر پہرے لگا دیئے گئے ہیں۔ شہر میں ہر طرف تباہی و افراتفری پھیلی ہوئی ہے کہیں بم پھٹ رہے ہیں، ہنگامے ہو رہے ہیں جن کی زد میں بے گناہ لوگ آ کر اپنی جان سے ہاتھ دھو رہے ہیں لیکن نہ تو کسی سے کچھ کہا جا سکتا ہے نہ تو کسی سے کوئی شکایت کی جا سکتی ہے کیونکہ:

''ہم بہت ظالم ہو گئے کہیں۔ ہمارا ضمیر مر گیا ہے۔ بکاؤ مال زیادہ ہے۔ خوشامدی ٹولہ ہماری رگوں میں زہر پھیلا رہا ہے۔ ہم جہالت کی دھند میں گھر گئے ہیں ہمارے اندر سچائی کی طلب مر گئی ہے اور اگر کوئی سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے خلاف قراردادیں پاس کی جاتی ہیں اور اس کا جینا حرام کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں

ایک بہتر سیاسی نظام کی ضرورت ہے تا کہ ہر کوئی سکھ کا سانس لے سکے۔'' (۱۹)

افسانہ ''شام کی دیوار کے اس پار'' میں خوف و ہراس، عدم تحفظ، تنہائی، لیڈروں کی خود غرضی، اور ملک کے سیاسی و سماجی حوالے سے بگڑتے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ دھماکوں اور امن و امان کی غیر محفوظ صورت حال کا اظہار علامتی پیرائے میں کیا گیا ہے:

''تمھیں معلوم ہے کرفیو لگا ہے کرفیو میں باہر نہیں نکلتے...... حالات خراب ہیں۔
پتہ ہے امن و امان کی صورت حال پر ہر روز گفتگو ہوتی ہے۔'' (۲۰)

مظہر الاسلام کے افسانوی مجموعہ ''خط میں پوسٹ کی ہوئی دوپہر'' (۲۰۰۰ء) کے افسانوں میں بھی سیاسی شعور اور عصری حالات و واقعات کی جھلکیاں بکھری ہوئی ملتی ہیں۔ مظہر الاسلام نے اپنے افسانوں میں خاکروبوں، مزدوروں، کسانوں اور غریب طبقے کے عوام کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اپنے عہد کے سیاسی، سماجی اور نفسیاتی پس منظر میں انتہائی بے باکی سے پیش کیا ہے۔ مظہر الاسلام نے افسانوں میں علامت اور استعارے کا استعمال اس طریقے سے کیا ہے کہ مفاہیم و مطالب تک قاری کی رسائی بآسانی ہو جاتی ہے۔ امجد الاسلام امجد ان کے افسانوی فن کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ان کی کہانیوں کی ......خوبی خواب اور حقیقت، خیال اور مثال، تجرید اور تجسیم
اور شک اور یقین کا خوبصورت امتزاج ہے۔'' (۲۱)

مظہر الاسلام کا اسلوب شعریت سے مملو ہے اور شعریت کے ساتھ ہی انھوں نے تشبیہ و استعارہ کے نئے امکانات دریافت کرنے کی خوبصورت کوشش کی ہے جس سے ان کا وہ اسلوب ظہور میں آیا جو انھیں اپنے معاصرین سے ممتاز کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مظہر الاسلام نے اپنے معاصرین کے مقابلے میں نسبتاً کم لکھا لیکن جو لکھا بڑی فنکارانہ احتیاط اور مہارت سے لکھا ہے۔

## حوالہ جات


۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، بحوالہ: نئے افسانے کی سماجی بنیادیں، از آزاد کوثری، لاہور: روہتاس بکس ٹمپل روڈ، ۱۹۹۱ء، ص:۱۴۱

۲۔ مظہر الاسلام، متروک آدمی، مشمولہ: گھوڑوں کے شہر میں اکیلا آدمی، کراچی: سیپ پبلی کیشنز، ۱۹۸۲ء، ص:۱۷

۳۔ فتح محمد ملک، مظہر الاسلام کی افسانہ نگاری، مشمولہ: گھوڑوں کے شہر میں اکیلا آدمی، کراچی: سیپ پبلی کیشنز، ۱۹۸۲ء، ص:۲۰۵

۴۔ مظہر الاسلام، سانپ گھر، مشمولہ: گھوڑوں کے شہر میں اکیلا آدمی، کراچی: سیپ پبلی کیشنز، ۱۹۸۲ء، ص:۳۳

۵۔ مظہر الاسلام، ہرا سمندر، مشمولہ: گھوڑوں کے شہر میں اکیلا آدمی، کراچی: سیپ پبلی کیشنز، ۱۹۸۲ء، ص:۴۸

٦۔ مظہر الاسلام، انا للہ وانا الیہ راجعون، مشمولہ: گھوڑوں کے شہر میں اکیلا آدمی، کراچی: سیپ پبلی کیشنز، ۱۹۸۲ء، ص:۵۲

٧۔ مظہر الاسلام، گھوڑوں کے شہر میں اکیلا آدمی، کراچی: سیپ پبلی کیشنز، ١٩٨٢ء، ص:٧۔١٠٦

٨۔ مظہر الاسلام، چور چوری، مشمولہ: گھوڑوں کے شہر میں اکیلا آدمی، کراچی: سیپ پبلی کیشنز، ١٩٨٢ء، ص:١١٧

٩۔ مظہر الاسلام، کندھے پر کبوتر، مشمولہ: گھوڑوں کے شہر میں اکیلا آدمی، کراچی: سیپ پبلی کیشنز، ١٩٨٢ء، ص:١٤٠

١٠۔ مظہر الاسلام، تن لیراں لیراں، مشمولہ: گھوڑوں کے شہر میں اکیلا آدمی، کراچی: سیپ پبلی کیشنز، ١٩٨٢ء، ص:١٩٣

١١۔ مظہر الاسلام، پنجرہ، مشمولہ: باتوں کی بارش میں بھیگتی لڑکی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ١٩٨٧ء، ص: ٤٦۔٤٤

١٢۔ مظہر الاسلام، لائن مین اب شہر کی شکایت کس سے کرے، مشمولہ: باتوں کی بارش میں بھیگتی لڑکی، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ١٩٨٧ء، ص:٦٤

١٣۔ مظہر الاسلام، گھر سے دور ایک گڑیا، مشمولہ: باتوں کی بارش میں بھیگتی لڑکی، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ١٩٨٧ء، ص:٧٣

١٤۔ مظہر الاسلام، پاگل، مشمولہ: باتوں کی بارش میں بھیگتی لڑکی، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ١٩٨٧ء، ص:٩٧

١٥۔ مظہر الاسلام، ناراض شخص کے دل سے پلٹ کر آنے والی آوازیں، مشمولہ: گڑیا کی آنکھ سے شہر کو دیکھو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ١٩٩٩ء، ص:٤٦

١٦۔ مظہر الاسلام، وہ اسے گدھے پر بٹھانا چاہتے تھے، مشمولہ: گڑیا کی آنکھ سے شہر کو دیکھو، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ١٩٩٩ء، ص:٧٨

١٧۔ مظہر الاسلام، ریت کنارا، مشمولہ: گڑیا کی آنکھ سے شہر کو دیکھو، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ١٩٩٩ء، ص:٩٦

١٨۔ مظہر الاسلام، سرگوشیوں کی اوٹ میں بیٹھا خاکروب، مشمولہ: گڑیا کی آنکھ سے شہر کو دیکھو، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ١٩٩٩ء، ص:١٣٤

١٩۔ مظہر الاسلام، قبرستان کے کنارے تھوڑی سی زندگی، مشمولہ: گڑیا کی آنکھ سے شہر کو دیکھو، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ١٩٩٩ء، ص:١٨٥

٢٠۔ مظہر الاسلام، شام کی دیوار کے اُس پار، مشمولہ: گڑیا کی آنکھ سے شہر کو دیکھو، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ١٩٩٩ء، ص:٢٠٧

٢١۔ امجد اسلام امجد، مظہر الاسلام کی کہانیاں، مشمولہ: فنون، شمارہ جون جولائی ١٩٨٦ء، ص:١٧٤

☆......☆......☆